مختصر تعارف وخدمات

شیخ الاسلام والمسلمین امام المحدثین حافظ القرآن والحدیث

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی نور اللہ مرقدہ

تحریر

شیخ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے جانشین
شیخ الحدیث والتفسیر خطیب اسلام
پیر طریقت حضرت مولانا **حماد اللہ درخواستی** صاحب

نائب مہتمم۔ناظم اعلیٰ۔ناظم تعلیمات۔جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور
مرکزی راہنما۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان
نائب امیر مرکزیہ۔مجلس علماء اہلسنت والجماعت پاکستان

ناشر مکتبہ شیخ درخواستیؒ جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خانپور
Web: www.shaikhedarkhwasti.org Mob: 0333-7496876

١۔ولادت۔ آپ کی ولادت 9 محرم الحرام ١٣١٢ھ بروزجمعة المبارک بمطابق 1891ء کو بستی درخواست میں ہوئی۔اسی نسبت سے آپ درخواستی کہلائے اور بستی درخواست کو عالمگیر شہرت ومرکزیت نصیب ہوئی۔

٢۔نام: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان اَحَبّ الاسماءالی اللہ عبداللہ وعبدالرحمٰن کے تحت آپ کا نام عبداللہ رکھا گیا۔

٣۔والد ماجد: آپ کے والد ماجد درویش صفت انسان مردِ باخدا۔ سینکڑوں حفاظ کے استاذ۔علاقہ بھر کے منظور نظر۔میاں جی حافظ محمود الدین صاحب رحمۃاللہ علیہ تھے جو اپنے شیخ مرشد کامل،قطب الاقطاب شہنشاہِ تصوف حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب رحمۃاللہ علیہ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے اور ان کے قافلے کے میر سامان اور حُدی خواں تھے۔اور اپنے شیخ کی وفات کے سال 1936ء میں ہی چھ مہینے کے بعد دنیا سے رخصت ہوئے اور اپنے شیخ سے جا ملے۔اپنے شیخ کی جدائی کو زیادہ عرصہ برداشت نہ کرسکے۔

٤۔حفظ قرآن: آپ نے ٩ سال کی عمر میں اپنے مالد ماجد میاں جی محمود الدین سے قرآن مجید حفظ مکمل کر لیا۔

٥۔ابتدائی تعلیم: آپ نے ابتدائی تعلیم دین پور شریف،ڈیرہ نواب صاحب،مہند،میں اپنے دور کے جید اور ممتاز علماء کرام سے حاصل کی جن میں حضرت مولانا الشیخ احمد بخش،حضرت مولانا قادر بخش اور حضرت مولانا الٰہی بخش قابل ذکر ہیں۔

٦۔فقہ وموقوف علیہ: آپ نے موقوف علیہ اور فقہ کے اسباق حضرت شیخ الہند کے مایہ ناز شاگرد حضرت مولانا عبدالغفور حاجی پوری سے پڑھے۔

٧۔حدیث: آپ نے 1918ء میں دورۂ حدیث کے اسباق شیخ المحدثین حضرت مولانا انور شاہ کشمیری کے شہرۂ آفاق شاگرد حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے خلیفۂ مجاز شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام صدیق حاجی پوری سے پڑھے اور ان کے اندازِ حدیث سے فیض یاب ہوئے۔

٨۔تفسیر: آپ نے شیخ القرآن حضرت مولانا حسین علی (واں بھچراں) سے قرآن مجید کی تفسیر پڑھی اور ان کے اندازِ تفسیر سے فیض یاب ہوئے۔

۹۔ تکمیل: آپ نے حدیث اور تفسیر سے فراغت کے بعد ایک سال امام النحو۔ شمس النحاۃ۔ سیبویہ عصر۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب پونٹوی کی خدمت میں گزارا اور ان کے علوم وفیوض سے بہرور ہوئے اور 1919ء میں آپ نے علوم دینیہ سے مکمل فراغت حاصل کرلی۔

۱۰۔ تدریس: اولاً۔ آپ بستی درخواست، دین پور شریف، ڈیرہ نواب صاحب، بستی مولویاں اور بستی مؤمن میں پڑھاتے رہے اور دن رات ایک کر کے بڑی محنت اور لگن سے تقریباً 25 سال تک تنِ تنہا درسِ نظامی اور دورۂ حدیث کی درجنوں کتب پڑھاتے رہے۔

ثانیاً۔ ۱۳۶۶ھ کو آپ نے خانپور میں جامعہ مخزن العلوم کی بنیاد رکھی اور تقریباً پچاس سال تک یہاں قرآن وحدیث کی محفل سجائے رکھی اور ابتدائً کافی عرصہ دورہ حدیث شریف ودرس نظامی کے تمام اسباق تنہا پڑھاتے رہے۔ نماز فجر کے بعد اسباق شروع ہوتے تھے اور رات گئے تک جاری رہتے تھے۔

۱۱۔ اندازتدریس: آپ کی تدریس کا انداز عام فہم اور سادہ تھا۔ تقریر مختصر اور پُر اثر ہوتی تھی نفسِ کتاب کی تفہیم مقصود ہوتی تھی۔ طویل مباحث سے اجتناب فرماتے تھے درسگاہ میں دورانِ سبق کسی کی طرف توجہ نہ فرماتے تھے۔ چاہے کوئی بڑے سے بڑا آدمی کیوں نہ آجائے۔ دوران سبق کسی کی غیبت، عیب جوئی، الزام تراشی اور کسی کی ذات کے بارے میں منفی تبصرہ نہیں فرماتے تھے۔ درسگاہ میں سیاسی گفتگو سے بھی پرہیز فرماتے تھے۔ درسگاہ میں وعظ ونصیحت اور اکابر کے احوال واقوال کا سلسلہ چلتا رہتا تھا۔

۱۲۔ درس حدیث: آپ نے پون صدی تک حدیث کے اسباق پڑھائے اور دنیا بھر سے طالبان حدیث آپ کی طرف کھچے چلے آئے اور اپنی علمی پیاس کو بجھاتے رہے تقریباً پانچ ہزار طلباء نے آپ سے علم حدیث حاصل کیا اور دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں ہے جہاں آپ کے حدیث کے شاگرد موجود نہ ہوں۔

۱۳۔انداز حدیث: آپ سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور حدیث یار آپ کو تمام دنیا سے محبوب اور پیاری تھی اسی وجہ سے آپ جب درس حدیث میں مصروف ہوتے تو دنیا و مافیھا سے بے خبر ہو جاتے اور ایک عجیب جذب اور وجد کی کیفیت آپ پر طاری ہو جاتی اور سننے اور دیکھنے والے بھی آپ کے ساتھ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوب جاتے تھے۔اسی وجہ سے آپ اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

وَمِنْ مَذْهَبِيْ حُبُّ النَّبِيِّ وَكَلَامه   وَلِلنَّاسِ فِيْمَا يَعْشِقُوْنَ مَذَاهِب

ماہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم   الاَّ حدیث یار کہ تکرار می کنیم

۱۴۔حافظ الحدیث: آپ کو اللہ رب العزت نے بے مثال ذہانت وفطانت اور قوت حافظہ سے نوازا تھا اور بچپن سے ہی حفظ حدیث کا ذوق بھی عطا فرمایا تھا آپ نے خود بھی خانہ کعبہ حاضری کے موقع پر بیت اللہ سے لپٹ کر اور ملتزم سے چمٹ کر اللہ رب العزت سے حافظ ابن حجر عسقلانی جیسے قوتِ حافظہ عطا کیئے جانے کی درخواست کی تھی اور وقت نے اس دعا کی قبولیت کو بھی واضح اور ظاہر کر دیا اور یہ چیز سونے پہ سہاگہ ، والی ہو گئی۔ پھر حفظِ حدیث ہی آپ کا ذوق و شوق اور منزل راہ قرار پائی اور آپ نے ہزاروں احادیث سنداً و متناً و معناً یاد کر ڈالیں اور شاید کہ بخاری شریف تو از اول تا آخر مکمل ہی حفظ کر ڈالی! اسی وجہ سے جب مقدمہ مرزائیہ بہاولپور ۱۹۳۲ء کے موقع پر آپ اپنے مرشد قطب الاقطاب حضرت خلیفہ غلام محمد اور اپنے والد ماجد میاں جی حافظ محمود الدین کے ساتھ بہاولپور تشریف لے گئے تو شیخ المحدثین حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری کو فرصت کے لمحات میں حفظاً بخاری شریف کی احادیث سنانے لگے اور محبت بھری دعائیں سمیٹنے لگے۔تب علم حدیث کے بے تاج بادشاہ اور جوہری نے اس حدیث کے دیوانے اور ہیرے کو پہچان لیا اور نہایت ہی کشادہ دلی اور زندہ دلی سے نہ صرف اجازت حدیث عطا فرمائی بلکہ حافظ الحدیث کے لقب سے بھی سرفراز فرمایا! اور پھر برصغیر پاک وہند کیا دنیا بھر کے علماء اور مشائخ نے آپ کے ذوقِ حدیث، شوقِ حدیث، حبِّ حدیث، تکلُّمِ حدیث کو دیکھتے ہوئے آپ کو حافظ الحدیث تسلیم کر لیا اور پھر شیخ درخواستی اپنے دور کے تمام محدثین کے سردار اور سر کے تاج بن گئے۔

۱۵۔درس تفسیر: آپ نے پون صدی تک تفسیر کے اسباق بھی پڑھائے اور دنیا بھر سے علوم قرآن کے دیوانے آپ کی محفل و مجلس کا حصہ بنے اور اپنے آپ کو قرآنی علوم سے معمور، بھرپور، نور علیٰ نور، کیا تقریباً پچاس ہزار علماء اور مشائخ نے آپ سے تفسیر کے اسباق پڑھے اور دنیا کا کوئی کونہ ایسا نہیں ہے جہاں آپ کے تفسیر کے شاگرد موجود نہ ہوں۔

۱٦۔انداز تفسیر: اولاً: آپکے درسِ تفسیر میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور مولانا حسین علی (واں بھچراں) کا انداز ہی نمایاں تھا لیکن صرف اسی انداز پر آپ کی طبیعت مطمئن نہ تھی اسی وجہ سے خانہ کعبہ میں بیت اللہ کے سائے میں رب رحمن کے حضور ایک نئے اندازِ تفسیر کے طلبگار بنے جو جامع و کامل ہونے کے ساتھ ساتھ علماء و طلباء کیلئے مفید و نافع بھی بنے اور مقبولیت و محبوبیت کی معراج کو چھولے دعا مقبول و منظور ہوئی اور موجودہ اندازِ تفسیر آپ کو عطاء کیا گیا جس نے عرب و عجم میں مقبولیت و محبوبیت کے جھنڈے گاڑ دیئے اور دنیا بھر کے علماء و مشائخ کو دیوانہ بنا دیا اور شعبان و رمضان میں دنیا بھر سے سینکڑوں علماء و طلباء کی دورۂ تفسیر القرآن میں شرکت و حاضری نے شہر خان پور کو مدینۃ العلم کے نام سے مشہور کر دیا۔اسی لئے آپ اس انداز تفسیر کے موجد و بانی قرار پائینگے۔ کیونکہ تفسیر کے اسباق تو ابتداء سے ہی علماء پڑھاتے چلے آرہے ہیں لیکن من حیث المجموع یہ اندازِ تفسیر آپ کی ہی شان اور خصوصیت ہے جس کا اس دور میں دُور دُور تک کوئی معاصر و مقابل نظر نہیں آتا۔آپ بغیر حواشی واشارات کے سادہ قرآن مجید اپنے سامنے رکھتے تھے اور مسلسل پانچ سے سات گھنٹے تک درس تفسیر جاری رہتا تھا اور انتہائی پروقار، سادہ، سنجیدہ اور خوبصورت انداز میں قرآنی سورتوں اور رکوعات اور آیات میں یوں ربط واضح کرتے چلے جاتے جیسے ایک لڑی میں موتی پروئے جاتے ہیں اور قرآن مجید کے الفاظ کے معانی و مطالب اور مسائل واحکام واستنباط پر مشتمل فوائد و فرائد کا ایک سمندر رہوتا تھا جو بہتا ہی چلا جاتا تھا اور رکنے کا نام ہی نہ لیتا تھا۔

۱۷۔دیوبند والے اِدھر آئینگے: آپ نے اپنے شیخ قطب الاقطاب حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوری سے دورۂ حدیث شریف کیلئے دارالعلوم دیوبند جانے کی درخواست کی تھی۔تاکہ آپ حضرت شیخ الہند اور دیگر مشائخ دیوبند سے حدیث کی کتابیں پڑھ سکیں۔ لیکن شیخ نے اجازت نہیں دی کیونکہ اس وقت حالات خراب تھے تحریک کا زور تھا فتنوں کا شور تھا ہر طرف افراتفری کا عالم تھا اور کہا آپ اُدھر نہ جائیں دیوبند والے اِدھر آئینگے اور خدا کی شان ایسا

ہی ہوا۔ اکابر بھی آئے اور اصاغر بھی آئے اور چشم فلک نے یہ منظر دیکھا کہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی، شیخ المحدثین حضرت مولانا انور شاہ کشمیری، قائد انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی جیسے جید اکابر علماء کرام یہاں تشریف لائے اور شیخ درخواستی نے ان کی خدمت بھی کی اور استفادہ بھی کیا اور پھر زمانہ نے یہ منظر بھی دیکھا کہ شیخ درخواستی سے قرآن و حدیث کا علم حاصل کرنے کیلئے دیوبند اور انڈیا کیا؟ برما، بنگلہ دیش، پاکستان، افغانستان، ایران، سعودی عرب، ملائشیا، انڈونیشیا، مصر، برطانیہ، افریقہ، امریکہ، یورپ وغیرہ دنیا بھر سے لوگ جوق درجوق آئے اور اپنے شیخ دین پوری کی لاج رکھنے والے شیخ درخواستی کے سامنے اپنے سروں کو جھکا دیا اور اور خود کو مٹا دیا۔

۱۸۔ خطابت: آپ کی خطابت قرآن و حدیث پر مشتمل ہوتی تھی۔ توحید و رسالت ﷺ، عظمت صحابہ، حب اہل بیت، کلام اللہ، بیت اللہ، اہل اللہ، روضہ رسول اللہ، اللہ کی دھرتی پہ اللہ کا نظام، پاکستان میں اسلام کا نفاذ وغیرہ جیسی دینی باتوں سے مزیّن و مرصّع آراستہ و پیراستہ ہوتی تھی۔ جوانی میں عشاء سے لیکر فجر کی اذانوں تک چھ چھ گھنٹے مسلسل آپ کا بیان ہوتا تھا اور بڑھاپے میں بھی اڑھائی تین گھنٹوں سے کم تو آپ کا بیان نہ ہوتا تھا بیان سادہ ہوتا تھا لیکن پُر تاثیر ہوتا تھا۔

۱۹۔ اندازِ خطابت: آپ کی خطابت کا انداز عجیب و غریب ہوتا تھا۔ کبھی ہنسا رہے ہیں، کبھی رُلا رہے ہیں، بچھڑے ہوؤں کو رب سے ملا رہے ہیں، گرمی ہے تو بادل، ہوا اور بارش مانگ رہے ہیں، سردی ہے تو گرمی، دھوپ اور نرمی مانگ رہے ہیں اور جو مانگ رہے وہ رب رحمن عطا فرما رہے ہیں۔ سبحان اللہ۔ بس خطابت کیا ہوتی تھی ایک دینی محفل مجلس اور مذاکرہ ہوتا تھا جس پر رب کی رحمت برستی تھی اور دلوں کی کیفیت بدلتی تھی۔

۲۰۔ سیاست و قیادت: اولاً: آپ اپنے مرشد کامل حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوری کے ہمراہ حضرت شیخ الہند کی تحریک آزادی تحریک ریشمی رومال میں بھرپور مجاہدانہ کردار ادا کرتے رہے۔

ثانیاً: تقسیم ہند سے پہلے آپ جمعیت العلماء ہند میں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے شانہ بشانہ سیاسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔اسی وجہ سے آپ حضرت مدنی کے آخری دورہ ملتان وسندھ میں بھی مکمل سفر میں آپ کے ساتھ رہے تھے اور ملتان میں نماز جمعہ کی امامت کیلئے بھی حضرت مدنی نے آپ کو مصلّٰی امامت پر کھڑا کر کے اپنے بھرپور اعتماد کا اظہار کر دیا تھا۔

ثالثاً: تقسیم ہند کے بعد جب ۱۹۵۶ھ میں جمعیت علماء اسلام کی بنیاد رکھی گئی اور بالاتفاق شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری کو امیر منتخب کیا گیا تو آپ حضرت لاہوری کے ساتھ مل کر جمعیت کے پلیٹ فارم سے نفاذِ اسلام کیلئے عملی جدوجہد میں مصروف ہو گئے اور ۱۹۶۲ء کو حضرت لاہوری کی وفات کے بعد جب محدث العصر حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری کی تجویز پر تمام علماء کرام نے بالاتفاق آپ کو جمعیت علماء اسلام کا امیر منتخب کیا تو آپ نے 1962ء سے لیکر 1994ء تک مکمل 32 سال جمعیت کی امارت اور علماء کی امامت کے فرائض سرانجام دیئے اور تمام دینی مذہبی جماعتوں اور مدارس دینیہ کی سرپرستی فرمائی اور آپ نے تحریک ختم نبوت 1953ء اور 1974ء میں اور تحریک نظام مصطفی 1977ء میں بھی قائدانہ کردار ادا کیا اور مسلسل محنت ومشقت، قید وبند کی صعوبتوں اور قاتلانہ حملوں سے آپ نہ گھبرائے اور اپنے اسلاف کی یاد تازہ کر دی۔ آپ اپنی ذات میں ایک جماعت، ایک تحریک، ایک عہد اور ایک انقلاب تھے۔

۲۱۔انداز سیاست وقیادت: آپ کی سیاست وقیادت کا انداز مروجہ سیاستدانوں اور لیڈروں جیسا نہ تھا بلکہ آپ کی سیاست مذہب کے تابع تھی اور قرآن وسنت کے مطابق تھی اور آپ کی سیاست اعلاء کلمۃ اللہ اور نفاذ اسلام کے لیے تھی آپ جماعت کے ساتھیوں کو رفیق کار کا درجہ دیتے تھے اور عزت واحترام کا معاملہ فرماتے تھے کسی کو ادنیٰ و گھٹیا نہ سمجھے تھے اسی وجہ سے تمام ساتھی اور کارکن بھی آپ پر جان چھڑکتے تھے۔

۲۲۔صورت وسیرت: آپکی صورت میں بلند وبالا ہزاروں میں نمایاں قد وقامت مضبوط گٹھا ہوا جسم...... باحیا خوبصورت بارعب مسکراتا ہوا چہرہ...... ۔سینے کو بھر دینے والی لمبی اور گھنی داڑھی...... ہاتھوں میں عصاء...... آنکھوں میں سرمہ...... وجود میں خوشبو...... زباں پہ حدیث یار...... چال باوقار اور تیز رفتار...... طبیعت میں اخلاق وپیار تواضع وانکسار... گفتگو میں جلال وجمال... پرلطف وپرمزاح وپربہار... لباس میں کُرتہ تہبند اور اوپر چادر... سرپر

عمامہ... خوشی میں قہقہہ نہیں صرف تبسم اور مسکراہٹ... غصے میں دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں سبابہ اور وُسطیٰ کو بائیں ہاتھ کی پشت پر مارنا جیسی اوصاف موجود تھیں زندگی کی ہر ہر ادا میں پیارے بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اداؤں کی جھلک نظر آتی تھی۔

آپکی سیرت میں... علم و عمل... صبر و تحمل... قناعت و توکل... ایثار و قربانی...تواضع وانکساری...جود و سخا...حلم وحیا...فقر واستغنا... مہر ووفا... زہد و تقویٰ... جلال وجمال... استقامت واستقلال... احسان واخلاص... انعام واکرام... جامعیت ونافعیت... رہنمائی وہدایت... رحمت ورأفت... نصرت و اعانت... غیرت وحمیت... عفوودرگذر... بے مثال حافظہ وذہانت... اتباع قرآن وسنت... حبِّ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ... حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ... حب اولیاء اللہ...حب مساجد ومدارس دینیہ... ذوق حفظ قرآن وحدیث... اعلاء کلمۃ اللہ... اصلاح بین الناس... اصحاب علم وعمل سے قرب ونزدیکی... اربابِ اختیار واقتدار سے بعد وُدوری جیسی بے شمار اوصاف موجود تھیں۔

۲۳۔اجازت وخلافت: آپ کے مرشد کامل قطب الاقطاب حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوری نے دورۂ حدیث سے فراغت کے موقع پر اپنی دستار مبارک اُتار کر آپ کے سر پر رکھی اور آپ کے علوم شریعت اور علوم معرفت میں کامل اور مکمل ہونے کا واضح اظہار کر دیا اور طالبان علوم ظاہری (یعنی حدیث وتفسیر فقہ ونحو کے طلبگار)اور طالبان علوم باطنی (تصوف وسلوک طریقت وحقیقت کے طلبگار) کی راہنمائی وخبر گیری کا فریضہ سونپ دیا اور آپ کو باقاعدہ خلافت جنید وقت حضرت مولانا میاں عبدالہادی دین پوری سے حاصل ہوئی۔

۲٤۔ خصوصیات: حضرت والد صاحب (شیخ الحدیث مولانا شفیق الرحمن درخواستی) فرماتے تھے کہ چار چیزیں ہمارے شیخ درخواستی کے تابع تھیں **(۱) نیند(۲)بھوک(۳)زمین(٤) بارش۔** ہفتوں کی ترتیب پر دن رات ملک بھر میں اسفار کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ساتھی مسلسل سفر کی وجہ سے دھوپ اور تھکاوٹ سے نڈھال اور مدہوش رہتے تھے لیکن آپ کو نہ بھوک کی فکر ہوتی نہ تھکاوٹ کا غم ہوتا۔ایک ہی درد،ایک ہی فکر،ایک ہی غم ،ایک ہی تڑپ ہوتی کہ اللہ کی دھرتی پہ اللہ کے بندوں پہ اللہ کا نظام نافذ ہو جائے۔اپنے لئے نہ نیند کی فکر ہے اور نہ کھانے کا خیال ہے لیکن ساتھیوں کے

لئے آرام کی بھی فکر ہے اور کھانے کا بھی خیال ہے۔ لقمے بنابنا کر ساتھیوں کے منہ میں دے رہے ہیں تاکہ میرے مشن میں شریک ہو جائیں۔ غم کے ساتھی بن جائیں۔درد کے بانٹنے والے بن جائیں،دین کے علمبردار بن جائیں،آپ طیُّ الارض تھے۔

زمین آپ کے قدموں میں لپٹ لپٹ جاتی تھی اور سمٹ سمٹ جاتی تھی۔آپ چلتے تھے اور شرکاء سفر دوڑتے تھے لیکن پھر بھی آپ تک پہنچ نہ پاتے تھے۔اللہ رب العزت نے زمین کو آپ کے تابع کر دیا تھا۔آپ مہینوں کا سفر دنوں میں طے کر لیتے تھے اور دنوں کا سفر گھنٹوں میں طے کر لیتے تھے اللہ نے آپ کے لیے سفر کو آسان کر دیا تھا۔اللہ نے بارش کو بھی آپ کے تابع کر دیا تھا جہاں دعا مانگتے فوراً بارش شروع ہو جاتی تھی۔اسی وجہ سے آپ بہت سے علاقوں میں بارش والے پیر مشہور ہو گئے تھے اسی لیے آپ فرماتے تھے کہ میں بارش والی حدیث بیان نہیں کرتا کیونکہ حدیث ابھی پوری نہیں ہوتی کہ بارش شروع ہو جاتی ہے اور لوگ بھاگنا شروع ہو جاتے ہیں۔

۲۵۔ عروج کے اسباب: حضرت والد صاحب (شیخ الحدیث حضرت مولانا شفیق الرحمن درخواستی) فرماتے تھے کہ ہمارے شیخ درخواستی کے عروج ،بلندی، سرفرازی و سربلندی اور دنیا پر چھا جانے کے چار اہم اسباب تھے۔

(۱)سب سے بڑا اور اہم سبب تو مرشد کامل حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوری کی دعائیں،وفائیں، سرپرستی اور خلافت بالعمامتہ سے متصف کرنا تھا۔

(۲)ایک مرتبہ جب آپ عمرہ کے لیے حرمین شریفین تشریف لے گئے تو شام کے ایک ابدال سے آپ کی ملاقات ہوئی اس نے علم و عمل کے اس دُریکتا کو پہچان لیا اور اصرار کے ساتھ چالیس دن کے لیے آپ کو ملک شام لے گیا اور اپنے فیوض و برکات سے آپ کو مالا مال کر دیا۔

(۳) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی جب اپنے آخری دورئہ ملتان و سندھ کے لیے پاکستان تشریف لائے تو حضرت درخواستی کو مکمل سفر میں اپنے ساتھ رکھا اور اپنے فیوض و برکات سے نوازا اور جب حضرت مدنی واپس تشریف لے گئے تو ساتھیوں نے سفر کی روئیداد معلوم کی تو آپ نے کہا کہ سفر

بہت اچھااور کامیاب رہااور فرمایا کہ وہاں ایک مجاہد نوجوان عالم دین مولوی عبداللہ درخواستی تھا جو ہر دم میرے ساتھ رہا جو کچھ میرے پاس تھا اسے دے آیا ہوں۔

(٤)جمعیت علماء اسلام کی مسلسل ۳۲ سال تک امارت وخدمت

۲٦۔عجائبات: آپ کے کار ناموں میں چار کار نامے اہم ہیں (۱)500مدارس دینیہ کا قیام(۲)4000مدارس دینیہ کی سر پرستی (۳)۵۰۰۰شاگردان حدیث۔(٤)۵۰۰۰۰شاگردان تفسیر۔تبھی تو عرب وعجم زیر قدم نظر آتا تھا۔

۲۷۔روضۃالرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سلام: آپ کو روضۃالرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سلام آئے۔

۲۸۔آخری ملاقات: آپ کی وفات سے ایک دن قبل ۱۸ ربیع الاول بروز ہفتہ صبح سات بجے امام اہلسنت حضرت مولانا عبدالستار صاحب تونسوی دامت برکاتہم العالیہ کو ملاقات کیلئے جامعہ عبداللہ بن مسعود سے جامعہ مخزن العلوم لیکر گیا ملاقات کے دوران شیخ الاسلام حضرت درخواستی نہایت ہی ہشاش بشاش مطمئن اور پُر سکون تھے ملکی اور بین الاقوامی امور پر گفتگو فرماتے رہے! مدارس ومساجد اور دینی جماعتوں کے بارے میں حکومتی اور لادین لوگوں کے پروپیگنڈے اور مخالفت پر اپنی پریشانی کا اظہار بھی کرتے رہے اور آخر میں بہت سی دعاؤں اور نصیحتوں سے نوازا اور عوام کو پہنچانے کیلئے کچھ پیغام بھی دیئے۔

۲۹۔وفات۔ آپ کی وفات 19ربیع الاول 1415ھ بمطابق 28اگست 1994ء بروز اتوار ہوئی۔صبح سات بجے جب آسمان کا سورج طلوع ہو رہا تھا توزمین کا یہ سورج 103برس تک اپنے علم وعرفان کی کرنیں بکھیر کر غروب ہو رہا تھا۔آپ کی وفات پر زمین وآسمان جن وانس فرش وعرش بھی روئے ۔آپکی عمر بھر کی خودداری استغناءاور بے نیازی کے صدقے رب رحمن نے آپ کو وفات کے وقت بھی کسی کا محتاج اور احسان مند نہ کیا۔اور موت الفجأۃ نعمۃ کے مصداق اچانک موت سے ہمکنار کر کے اپنے ہاں بلا لیا۔

۳۰۔ نمازِ جنازہ: آپ کا نماز جنازہ نارمل اسکول خانپور کے وسیع و عریض میدان میں ادا کیا گیا جس میں زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے لاکھوں افراد نے شرکت کی اور پچاس ہزار سے زائد علماء وطلباء ومشائخ و پیران طریقت شریک ہوئے آپ کے بڑے صاجزادے و جانشین حضرت مولانا فداء الرحمن درخواستی مہتمم جامعہ انوارالقرآن کراچی جو کہ عمرہ کے لئے تشریف لے گئے تھے ان کے بروقت جنازہ کے لیے نہ پہنچ پانے کے باعث آپ کا نماز جنازہ آپ کے چھوٹے صاحبزادے جامعہ مخزن العلوم خان پور کے مہتمم حضرت مولانا حافظ فضل الرحمن درخواستی نے پڑھایا۔ نماز جنازہ 20ربیع الاول بروز سوموار صبح 10 بجے پڑھا گیا۔

۳۱۔ زمین وآسمان کا رونا: آپ کے جنازہ کے موقع پر آدھادن سخت گرمی رہی اور پھر آدھادن بارش ہوتی رہی گویا کہ آپ کی وفات پر آدھادن زمین روتی رہی اور آدھادن آسمان روتا رہا اسی لیے بعض اہل لغت نے لکھا ہے کہ زمین کا رونا، اظہار الحر، گرمی کا ظاہر کرنا ہے اور آسمان کا رونا، نزول المطر، بارش کا اترنا ہے۔

۳۲۔ مدفن: آپ کا مدفن دین پور شریف کا قبرستان احاطہ خاص ہے جسے حضرت لاہوری نے جنت کا ٹکڑا کہا۔ بظاہر جگہ کے کم ہونے کی وجہ سے موجودہ مقام پر آپکی قبر نہ بن سکتی تھی۔ لیکن پھر اللہ رب العزت کا فضل و کرم متوجہ ہوا۔ ہمسایوں نے جگہ دیدی قبر فراخ اور کشادہ ہوگئی اور علم و عمل کا یہ دُرِیکتا اُس میں سما گیا۔

۳۳۔ علمی جانشین: شیخ الاسلام حضرت درخواستی کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں ہے لیکن آپ کے شاگردوں اور پیاروں میں آپ کی زندگی کا اصل سرمایہ اور آنکھوں کی ٹھنڈک آپ کے نواسے اور علمی جانشین اور آپ کے علوم کے وارث اور امین شیخ المحدثین والمفسرین امام العلماء والصلحاء شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا شفیق الرحمن صاحب درخواستی نوراللہ مرقدہ بانی جامعہ عبداللہ بن مسعود خانپور تھے جو زندگی کی ہر ہر ادامیں، چال ڈھال لباس تکلم و گفتگو، درس حدیث۔ درس تفسیر۔ بیان وخطابت میں آپ کی ہوبہو تصویر کاپی وعکس جمیل تھے اور بالیقین تھے جن کی علمی وروحانی تربیت و نگرانی آپ نے خود فرمائی اور اپنے ہاتھوں سے اپنے علمی جانشین اور حدیث و تفسیر کے مسند نشین کو تیار کیا۔ خُود پس پردہ اسباق سنتے رہے اور دعائیں دیتے

رہے۔ ختم بخاری شریف اور اجتماعات کے موقع پر اپنی دستار اور اپنا رومال آپ کو پہناتے رہے شیخ الحدیث اور شیخ التفسیر کے القاب سے بلاتے رہے۔ اٹھارہ سال تک درس حدیث و درس تفسیر میں اپنے ساتھ رکھا پھر مسند حدیث اور مسند تفسیر مکمل طور پر آپ کے حوالے کر دی اور آپ نے بھی جانشینی و نیابت کا حق ادا کر دیا اور دنیا نے آپ کو بالاتفاق شیخ الاسلام حضرت درخواستی کا صحیح علمی جانشین تسلیم کر لیا۔